



بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم :

سوال: آج کل کورونا وائرس کی وبائیلی ہوئی ہے اور اطباء کی تحقیق اور عام مشاہدہ کے مطابق یہ مرض متعدد ہے، کیا شریعت امراض میں تدبیر کو تسلیم کرتی ہے یا نہیں؟ شریعت میں اختیاطی تدبیر اختیار کرنے کا کیا حکم ہے؟ مثلاً کورونا وائرس کی وجہ سے ترکِ مصافحہ کا کیا حکم ہے؟ کیا تدبیر اختیار کرنا توکل کے منافی ہے؟ اس قسم کے وائرس اور متعدد بیماریوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا معمول کیا تھا؟ یعنی خلط و اختلاط کے ترک اور عدم ترک سے متعلق احادیث میں کیا مرقوم ہے؟ بینوا بالبرہان توجروا عند الرحمن .

الجواب والله المستعان وعليه التكالان :

صحیح احادیث سے پتا چلتا ہے کہ بعض امراض متعدد ہوتے ہیں نیز اختیاطی تدبیر اور امراض متعدد کے بارے میں صحیح احادیث میں ہدایات موجود ہیں، لہذا ان احادیث کے پیش نظر امراض متعدد سے حفاظت کی خاطرا اختیاطی تدبیر اختیار کرنا عین شرع کے موافق ہے، ہاں جو حضرات تدبیر اختیار نہ کریں ان پر ملامت نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ تدبیر و جوب اور رذوم کے درجہ میں نہیں ہے بلکہ سب اوڑن کے درجہ میں ہے، ہاں ان کو یہ بتلانا چاہئے کہ سب لوگ آپ کی طرح کامل نہیں لہذا آپ دوسروں کے خلط و اختلاط سے پر ہیز کیجئے، نیز حضرات اختیاطی تدبیر اختیار کرتے ہیں ان کو توکل کے خلاف کرنے کا الزام بھی نہیں دینا چاہیے، کیونکہ سب کا اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے بلکہ عین توکل ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری میں علاج کرایا اور جامہ لگوایا، تو سید المتكلمين کی اقتداء میں تدبیر اختیار کرنا سنت ہے۔

تدبیر امراض کے بارے میں صحیح احادیث کی ہدایات ملاحظہ فرمائیں:

۱- أخرج الإمام البخاري في صحيحه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا يوردن ممرض على مصح . (صحيح البخاري ، رقم: ۵۷۰ ، باب لا هامة من كتاب الطب ، صحيح مسلم ، رقم: ۵۹۲۲).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی طور پر حکم فرمایا کہ بیماری والا اونٹ صحیح اور تندرست اونٹ کے پاس نہ لایا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیماری والا اونٹ کی بیماری تندرست اونٹ کو نہ لگ جائے۔

۲- أخرج الإمام مسلم في صحيحه، عن عمرو بن الشريد، عن أبيه، قال: كان في وفد ثقيف رجل مجنون، فأرسل إليه النبي صلى الله عليه وسلم: إنا قد بايعناك فارجع . (صحيح مسلم ، رقم: ۲۲۳۱ ، باب اجتناب المجنون) .

ترجمہ: ثقیف کے وفد میں ایک جذامی شخص تھا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم نے آپ کو دور ہی سے بیعت کر لیا، واپس ہو جائیے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی سے مصافحہ کرنے سے اجتناب فرمایا، کیونکہ مرض جذام متعدد بیماریوں میں سے تھا۔

۳۔ أَخْرَجَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ، عَنْ أَبِي هَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: فَرِّ مِنَ الْمَجْدُومِ، فَرِّ إِلَيْكَ مِنَ الْأَسْدِ۔ (مسند احمد، رقم: ۹۷۲۲)۔

قال الشیخ شعیب الأرنؤوط: حديث صحيح ، وهذا إسناد ضعيف لجهالة الرواى عن أبي هريرة ﷺ، ولضعف النهاس وهو ابن قهم القيسي، لكن سيأتى للحديث طريق آخر يصح بها ، وأخرجه ابن ابى شيبة ۸ / ۳۲۰ و ۳۲۳ / ۹ من طريق وكيع بهذا الإسناد ، وأخرجه البخارى فى التاریخ الكبير ۱ / ۱۳۹ ، وفى الأوسط ۲ / ۲۷ ، والبیهقی ۷ / ۲۱۸ ، والخطیب فى تاریخه ۲ / ۳۱ من طريق عبد العزیز بن محمد الدراوردی ، عن محمد بن عبد الله بن عمرو بن عثمان ، عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة ﷺ... الخ . (التعليقات على مسند احمد ۹۷۲۲).

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ﷺ میان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جذامی سے ایسے بھاگنے سے بھاگتے ہو۔ بھاگنے کی وجہ تکی ہے کہ یہ بیماری متعدد ہے۔ شیخ شعیب نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے، پھر تخریج کے بعد اس کے شواہد بھی پیش کیے ہیں، تفصیل کے لیے منداہم کی تعلیقات کا مطالعہ مفید ہے۔

۴۔ أَخْرَجَ الْإِمَامُ مُسْلِمٌ فِي صَحِيحِهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخطَابِ ﷺ، خَرَجَ إِلَى الشَّامَ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغٍ لِقَيَهُ أَهْلُ الْأَجْنَادِ أَبُو عَبِيدَةَ بْنَ الْجَرَاحِ وَأَصْحَابِهِ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ...، فَقَالَ أَبُو عَبِيدَةَ بْنَ الْحَرَاجَ: أَفَرَأَيْتُمْ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ ﷺ: لَوْغَيْرِكَ قَالَهَا يَا أَبَا عَبِيدَةَ (وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُ خَلَافَةَ أَبِيهِ) نَعَمْ نَفْرُ مِنْ قَدْرِ اللَّهِ إِلَى قَدْرِ اللَّهِ، أَرَأَيْتُ لَكَ إِبْلَ فَهَبَطَتْ وَادِيَّ لَهُ عَدُوتَانِ، إِحْدَاهُمَا خَصْبَةُ وَالْأُخْرَى جَدْبَةُ أَلِيسْ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدْرِ اللَّهِ، وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدْرِ اللَّهِ، قَالَ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ ﷺ، وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ، فَقَالَ: إِنَّ عَنْدِي مِنْ هَذَا عِلْمًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَأْرَضٍ، فَلَا تَقْدِمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأْرَضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فَرَارًا مِنْهُ، قَالَ: فَحَمَدَ اللَّهُ عَمَرُ بْنُ الخطَابِ ﷺ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ (صحیح مسلم، رقم: ۲۲۱۹)۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے سفر پر تشریف لے گئے جب مقام سرگ پنچ تو ابو عبیدہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی، انہوں نے بتایا کہ شام میں وبا پھیلی ہوئی ہے، حضرت عمر ﷺ نے واپسی کا قصد فرمایا تو حضرت ابو عبیدہ ﷺ نے عرض کیا، اللہ کی تقدیر سے بھاگنا کیا؟ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا: یہ بات اگر آپ کے علاوہ کوئی اور کہتا (کیونکہ حضرت عمر ﷺ حضرت ابو عبیدہ ﷺ کی بات مان لیتے تھے)، پھر فرمایا: جی ہاں! اللہ کی تقدیر سے تقدیر ہی کی طرف جا رہے ہیں، آپ بتائیے اگر آپ کے پاس اونٹ ہوا اور کسی وادی میں اترے جس کے دو کنارے ہوں؟ ایک سبز و شاداب اور دوسرا خشک، اگر آپ سبز و شاداب میں چڑائے تو بھی اللہ کی تقدیر سے اور خشک میں چڑائے تو بھی اللہ کی تقدیر سے، اتنے میں عبد الرحمن بن عوف آگئے جو کسی کام کی وجہ سے وہاں موجود نہیں تھے، بتایا کہ اس سے متعلق میرے پاس علم ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے ہوئے کہ جب کسی علاقہ میں وبا پھیلی ہو تو وہاں مت جاؤ، اور تم وبا والے علاقے میں موجود ہو تو وہاں سے نہ نکلو، حضرت عمر ﷺ نے یہ حدیث سن کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا فرمایا پھر واپس ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وبا والے علاقے میں داخل نہیں ہونا چاہئے تاکہ آپ کی صحت متأثر نہ ہو اور آپ ہی کے علاقہ میں وبا پھیل جائے تو باہر نہ جائے تاکہ باہر والے علاقے وبا کی زد میں نہ آجائے۔ اسی پر حضرت عمر ﷺ نے عمل فرمایا۔

٥۔ أخرج الإمام أحمد في مسنده، عن عبد الرحمن بن غنم قال: لما وقع الطاعون بالشام، خطب عمرو بن العاص الناس، فقال: إن هذا الطاعون رجس فتفرقوا عنه في هذه الشعاب وفي هذه الأودية، فبلغ ذلك شرحبيل بن حسنة، قال: فغضب فجاء وهو يجر ثوبه معلق نعله بيده، فقال: صحيحت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وعمرو أضل من حمار أهله، لكنه رحمة ربكم ودعوة نبيكم ووفاة الصالحين قبلكم. قال الشيخ شعيب الأرناؤوط: حديث صحيح، وهذا إسناد ضعيف لضعف شهر وهو ابن حوشب، وقد اضطرب فيه كما سيأتي وبباقي رجال الإسناد ثقات. (مسند الإمام أحمد، رقم: ١٧٧٥٣).

قال الهيثمي: أسانيد أحمد حسان، صحاح. (مجمع الزوائد: ٢٠/٦).

وفي رواية لأحمد عنه قال: يا أيها الناس إن هذا الوجع إذا وقع فإنما يشتعل اشتعال النار فتجلوا منه في الجبال. قال الشيخ شعيب الأرناؤوط: ضعيف لضعف شهر بن حوشب. (مسند احمد مع التعليقات).

حديث كامطلب یہے کہ جب ملک شام میں وبا پھیلی تو حضرت عمرو بن العاص رض نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور فرمایا کہ یہ طاعون بر بادی اور گندگی ہے، اس سے الگ ہو جاؤ، گھائیوں اور وادیوں میں پناہ لے لو۔ شیخ شعيب نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رض نے فرمایا: پہاڑوں میں پناہ گزیں ہو جاؤ۔ یہ روایت ضعیف ہے۔ (التعليق على مسنده).

اس سے معلوم ہوا کہ وبائی امراض میں احتیاطی تداریخ اختیار کرنا درست ہے۔ خصوصاً متاثرین حضرات کو عام جمیع اور مساجد وغیرہ میں جانے سے اجتناب کرنا چاہیے، صحت یا ب ہونے تک گھروں میں رہنا چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: لا ضرر ولا ضرار۔

عدم تعددی کی طرف میسر بعض روایات کی تحقیق:

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امراض میں تعدد نہیں ہے، وہ روایات ضعیف ہیں، مذکورہ بالصحیح روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتیں، ہاں بعض ان میں سے صحیح ہیں، ان کی مختلف توجیہات علماء نے بیان فرمائی ہیں۔ پہلے ضعیف روایات کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ عن جابر بن عبد الله رض، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، أخذ بيده مجدوم ، فوضعها معه في القصعة ، وقال: كل ، ثقة بالله ، وتوكل علىه . (آخر جه الترمذی، رقم: ٢٨١، وابوداود، رقم: ٣٩٢٥، وابن ماجہ، رقم: ٣٥٣٢).

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رض بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا: کھاؤ، اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل کرتے ہوئے۔ یہ روایت تین علتوں کی وجہ سے ضعیف ہے، اور قبل اعتماد نہیں ہے؛ اس روایت میں ایک راوی مفضل بن فضال بصری ضعیف ہیں، ۲۔ روایات کا اختلاف ہے، ۳۔ یہ موقوف ہے، مرفوع کے بارے میں محققین نے اس کے رفع کا انکار کیا ہے۔

محمد شین کے کلام کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب البہذیب میں مفضل بن فضال کو ضعیف کہا، شیخ بشار دعوانے ترمذی کی تعلیقات میں ضعیف کہا، شیخ محمد فواد نے ابن ماجہ کی تعلیقات میں ضعیف کہا، شیخ شعيب الأرناؤوط نے ابن ماجہ اور ابو داود کی تعلیقات میں ضعیف کہا، شیخ ابو سحاق الحوینی نے النافلہ فی الاحادیث الضعیفہ والباطلہ (ص ۵۵) میں اس حدیث پر طویل کلام کیا ہے اور تینوں علتوں پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالنے کے بعد فرمایا: فالسنن واه جدا، فحاصل البحث أنه لا يصح مرفوعاً، والصواب موقوف. یعنی یہ سندا نہیں ضعیف ہے اور خلاصہ یہ ہے یہ مرفوع نہیں ہے موقوف اثر ہے۔ شیخ البانی نے ابو داود کی تعلیقات میں ضعیف کہا ہے۔

نیز اس حدیث میں ایک دوسری علت یہ ہے کہ محققین کے بقول یہ حضرت عمر رض کا موقوف اثر ہے اور حضرت عمر رض کا عمل اس کے خلاف ہے جو

صحیح مسلم کی روایت میں مذکور ہے کہ آپ و بائی علاقہ میں تشریف نہیں لے گئے اور واپس ہوئے۔

تنبیہ: بعض کتابوں میں مثلاً ترمذی شریف میں یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا موقوف اثر بتایا ہے لیکن محققین نے فرمایا ہے کہ یہ صحیح نہیں اس میں تابع ہوا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (النافلۃ فی الاحادیث الضعیفہ والباطلۃ، ص ۵۵، وبشار عواد کی سنترمذی پر تعلیقات)۔

مرض متعدی نہ ہونے کی صحیح روایت:

۱۔ روی البخاری فی صحیحه و مسلم فی صحیحه؛ واللفظ للبخاری: عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا عدوی ولا طيرة ولا هامة ولا صفر و فر من المجنوم كما تفر من الأسد".

مذکورہ بالاروایت میں "لا عدوی" سے پتا چلتا ہے کہ یہاری متعدی نہیں ہوتی تو علماء کرام نے اس حدیث کی مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں؛ جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

۱۔ لا عدوی کا مطلب یہ ہے کہ یہاری میں متعدی ہونے کی تاثیر ذاتی نہیں، اللہ تعالیٰ کی رکھی ہوئی ہے۔

۲۔ یہاری بالیقین متعدی نہیں ہوتی بلکہ سبب اور ظن کے درجہ میں ہے۔ ہاں اختیاطاً متعدی مرض والے سے اختلاط مت رکھوں یے کہ کسی مرض متعدی ہو جاتا ہے۔

۳۔ یہاری اللہ تعالیٰ کے حکم کیحتاج ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر متعدی نہیں ہوتی۔

۴۔ لا عدوی، نفی نہی کے معنی میں ہے، یعنی لا تحدوا، مرض کو متعدی مت کرو، جیسے آیت کریمہ میں ہے: فلا رفت ولا فسوق ولا جدال فی الحج . ای لا ترفثوا ولا تفسقوا ولا تجادلوا .

۵۔ اکثر امراض متعدی نہیں ہوتے، ہاں بعض امراض متعدی ہیں، اور قاعدہ ہے: للأکثر حکم الكل، اس لیے لا عدوی فرمایا۔

۶۔ لا عدوی للمعوکلین جیسا کہ بعض صحابہ کرام کے بارے میں منقول ہے، ہاں متوسطین کے لیے بعض یہاریاں اسباب کے درجہ میں متعدی ہیں۔ بعض کاملین سے زہر کا کھانا اور اس کا اثر نہ کرنا منقول ہے، جیسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ۔

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لا عدوی کا انکار کیا، اور یہ روایت بیان کی فر من المجنوم۔ (بخاری و مسلم)۔

ملاحظہ ہو: شیخ عبدالفتاح ابو عده صاحب فرماتے ہیں:

معنى هذا الحديث الشريف عندی : لا عدوی ، أى لا يُعِد ببعضكم بعضاً ، أى ليتمتع صاحب المرض المُعْدَى عن مخالطة الأصحاب ، خشية أن يعيدهم بتقدير الله تعالى ، ولفظة (لا) هنا للنهي كقوله تعالى : ﴿فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثٌ وَلَا فَسْقٌ وَلَا جَدَالٌ فِي الْحَجَّ﴾ ، أى فلا يرفث ولا يفسق ولا يجادل في أثناء قيامه بالحج . (التعليق على الموضوعات الصغرى، ص ۷۷)۔

قال النووي في شرح صحيح مسلم: وال الصحيح الذي قاله الأكثرون ويتعمّن المصير إليه أنه لا نسخ بل يجب الجمع بين الحديثين وحمل الأمر باجتنابه والفرار منه على سبيل الاستحباب والاحتياط لا للوجوب . (شرح صحيح مسلم: ۲۲۸/۱۳). بیروت)

إن الله أجرى العادة بالإعداء عند المخالطة فهو من الأسباب التي تفضي إلى مسبباتها فليتقى المجنوم كما يتقى الجدار المائل . ابن الصلاح والبيهقي . (الفجر الساطع: ۹/۷۴).

لا عدوی عام خص بقوله فر من المجدوم ، ای لا عدوی الا ما استثنیت من ذلک كالجذام والبرص والجرب ، وهذا جواب الباقلانی . (الفجر الساطع: ٣٧/٩) . وللمزيد من البحث انظر : (فتح الباری: ١٠/١٥٩ - ١٢٢، والمرقة للملاء على القاری).

قال القاضی: قالوا: ویمنع من المسجد والاختلاط بالناس. (شرح صحيح مسلم للنووی: ٢٢٨/١٣)،

قاضی عیاض نے فرمایا: علماء فرماتے ہیں کہ جذامی اور متعدی مرض والے کو مسجد سے اور لوگوں کے ساتھ خلط و اختلاط سے روکا جائے گا۔

اسباب اور تدایر اختریار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو ترمذی شریف میں ہے:

عن المغيرة بن أبي قرة السدوسي قال : سمعت أنس بن مالك يقول : قال رجل : يارسول الله أعقلها وآتوكل أو أطلقها وآتوكل ؟ قال : اعقلها وتوكل . قال عمرو بن علي: قال يحيى: وهذا عندي حديث منكر، قال أبو عيسى: وهذا حديث غريب من حديث أنس ﷺ لا نعرفه إلا من هذا الوجه ، وقد روی عن عمرو بن أمية الضمرى ، عن النبي صلی الله عليه وسلم نحو هذا . (سنن الترمذی: ٢٦٨/٣، ط: مصر).

قال في شرح الجامع الصغير: اعقلها وتوكل ، فهذه الكلمة الشريفة مرشدة إلى أن التوكيل لا يتم إلا باتخاذ الأسباب التي جعلها الله وصلة إلى مسبباتها لأن ترك السبب ليس من شأن المتكلين بل المتكفل من اتخاذ السبب ثم توكل في حصول المسبب كتوكل الزارع في سقى الأرض وإلقاء البذور . (٥٠٨/٢، مكتبة دار السلام).

وفي فتح الباری: قال: اعقلها وتوكل، فأشار إلى أن الاحتراز لا يدفع التوكيل . (فتح الباری: ٢١٢/١٠، بيروت).

توکل ایمان کی تکمیل کے لیے ضروری ہے۔ قال الله تعالیٰ: ﴿ وَعَلَى اللَّهِ فَتُوكِلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾.

توکل کی تعریف ملاحظہ ہو:

الاعتماد على الله تعالى مع رعاية الأسباب . اسباب اختریار کرنے کے بعد نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑنا۔

توکل کا تعلق دل سے ہے، دلوں میں یہ بات رائخ ہو جائے کہ اسباب ناکام ہو سکتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کبھی ناکام نہیں ہو سکتی، اختریار کردہ سبب قوی ہو یا ضعیف بہر صورت اللہ تعالیٰ ہی پر مکمل اعتماد کیا جائے۔

اسباب اختریار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے، بلکہ یہ مامور بہ ہے، بے شمار نصوص میں اس کی ترغیب و ارادہ ہوئی ہے۔

اسباب کی چار فتصییں ہیں:

(۱) اسباب قطعیہ اخرویہ:- ان اختریار کرنا واجب اور ضروری ہے، تمام طاعات و عبادات اس میں شامل ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے حصول جنت اور جفات من النار کا سبب بنا یا ہے، ان کا تارک مستحق عقاب ہے۔ جیسے صوم و صلاة وغیرہ۔

(۲) اسباب قطعیہ دنیویہ:- اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس کی عادت جاری کی ہے، اور بندوں کو اس کا حکم دیا ہے۔ مثلاً بھوک کے وقت کھانا، پیاس لگنے تو پینا، سردی گرمی سے بچنا وغیرہ، ان کا اختریار کرنا بھی لازم اور ضروری ہے، اگر اختریار نہ کیا اور ہلاک ہو گیا تو آنہا رہو گا۔ کماں کتب الفقه۔

(۳) اسباب ظیہ:- دنیا غلبہ طن کے درجہ میں ہو یقینی نہ ہو۔ مثلاً حصول رزق کے اسباب میں سے تجارت، ملازمت، صنعت و حرفت وغیرہ، نیز اطباء کی تحقیق کے مطابق بعض امراض کا متعدی ہونا، یہ ضعفاء و متوضئین پر ضروری ہے البتہ خواص و کاملین ان کو ترک کر سکتے ہیں۔

(۲) اسباب وہمیہ : - ان کی کوئی اصل نہیں ان کا اختیار کرنا حرام اور ناجائز ہے، مثلاً کسی مقصد کے حصول کے لیے قبر پر چادریں ڈالنا، چراغ جلانا وغیرہ۔ یہ واجب الترک ہے۔

اسباب اختیار کرنے کی ترغیب والی نصوص ملاحظہ فرمائیں :

قال اللہ تعالیٰ : ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آتَيْنَاكُمْ حُدُورَكُم﴾

قال اللہ تعالیٰ : ﴿وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾

قال اللہ تعالیٰ : ﴿وَأَعْدُوا لَهُمْ مَا سُطِعَتْ عَيْنَاهُمْ﴾

قال اللہ تعالیٰ : ﴿يَا بَنِي إِلَّا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ﴾

قال اللہ تعالیٰ : ﴿وَلَا تَوْتُوا السَّفَهَاءَ أَمْوَالَمَا تَجْعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَاماً﴾

قال اللہ تعالیٰ : ﴿فَإِنْ سَرَبَ عِبَادَى لِيَلَامَ﴾

قال اللہ تعالیٰ : ﴿لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ﴾

قال اللہ تعالیٰ : ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جَنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَبِّكُم﴾

قال اللہ تعالیٰ : ﴿مَا لِهِذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ﴾

روی ابن ماجہ عن ابی خزامة قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارأیت أدویة نتداوی بها ورقی نسترقی بها
وتقوى نقیها هل ترد من قدر اللہ شيئاً قال: هی من قدر اللہ . (رواہ ابن ماجہ، رقم: ۳۲۳، والحاکم عن حکیم بن حزام، رقم: ۷۳۱، وقال
صحیح الاسناد ووافقه الذہبی).

روی البخاری عن المقدم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ما يأكل أحد طعاماً قط خيراً من أن يأكل من عمل يده وأن نبی
الله داود كان يأكل من عمل يده . (صحیح البخاری: ۲۷۸/۱).

روی الطبرانی فی الأوسط عن سمرة بن جندب قال : كان أصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يتجررون في
البحر إلى الشام . (المعجم الأوسط ، رقم: ۳۳۱، والصغریر ، رقم: ۳۱۳).

وفي تلبيس ابليس: أن التوكل فعل القلب فلا ينافي حرفة الجوارح ولو كان كل كاسب ليس بمتوكلاً لكان الانبياء
غير متوكلين فقد كان آدم عليه السلام حراثاً ونوح وزكرياً نجارين وإدريس خياطاً وإبراهيم ولوط زراعين وصالح تاجراً
وكان سليمان يعمل الخوص وداود يصنع الدرع ويأكل من ثمنه وكان موسى وشعيب ومحمد رعاة صلوات الله عليهم
أجمعين، وقال نبينا صلی اللہ علیہ وسلم: كنت أرعى غنمًا لأهل مكة بالقراريط فلما أغناه الله عزوجل، بما فرض له من الفئي
لم يحتاج إلى الكسب، وقد كان أبو بكر وعثمان وعبد الرحمن بن عوف وطلحة رضوان اللہ تعالیٰ عليهم بزارين وكذلك
محمد بن سيرين وميمون بن مهران بزارين وكان الزبير بن العوام وعمرو بن العاص وعامر بن كريز خزارين وكذلك
أبو حنيفة. وكان سعد بن أبي وقاص يربى النيل وكان عثمان بن طلحة خياطاً وما زال التابعون ومن بعدهم يكتبون ويامرون
بالكسب . (تلبيس ابليس لابن الجوزي . ص ۲۹۹).

وفي جامع العلوم والحكم: واعلم أن تحقيق التوكل لا ينافي السعي في الأسباب التي قدر الله سبحانه وتعالى
المقدورات بها وجرت سنته في خلقه بذلك فإن الله تعالى أمر بتعاطي الأسباب مع أمره بالتوكل فالسعى في الأسباب

بالجوارح طاعة له والتوكل بالقلب عليه إيمان به قال تعالى: **هُنَّا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خَذُوا حِذْرَكُمْ... هُنَّا أَنَّ الْأَعْمَالَ الَّتِي يَعْمَلُهَا**
العبد ثلاثة أقسام... (جامع العلوم والحكم: ٣١١.٣٠٩/٢).

تفسير الشعراوى میں ہے:

لقد نقض إمامهم الأساس التقليدي المادى لمجى الإنسان إلى الدنيا من ذكر وانتشى، وجاء عيسى عليه السلام من أم دون أب ليثبت سبحانه طلاقة القدرة وأنه جعل الأسباب للبشر، فإن أراد البشر مسبباً فعليهم أن يأخذوا الأسباب، وأما سبحانه وتعالى فهو مسبب الأسباب وخالقها وهو القادر وحده على إيجاد الشيء بتحريك كل الأسباب. (تفسير الشعراوى: ١٩٢٥/١).

خلاصہ یہ ہے کہ توکل کے دو رکن ہیں: (۱) عمل القلب۔ (۲) عمل الجوارح۔ پہلے رکن کا حاصل یہ ہے کہ دل کا رخ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا چاہئے۔

والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب والیه المرجع والمآب

کتبہ: العبد محمد الیاس بن افضل شیخ عفی عنہ

دارالافتاء دارالعلوم زکریا، جنوبی افریقیہ

مؤرخہ: ۲/شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ ب مطابق ٢٧/مارچ ٢٠٢٠ء

البر اب حجم
رمضان ، ١٤٣١ھ

